کوالالمپور اعلامیہ

تمہید(یہ اعلامیہ کا حصہ نہیں ہے):

کوالالمپور اعلامیہ در اصل کوالالمپور فورم کی سالانہ کانفرنس کا ثمرہ ہے جوڈاکٹر محمد مہاتیر کی زیر صدارت 27،28، 29 نومبر 2015 کو کوالالمپور، ملیشیا میں منعقد ہوئی۔جس میں مختلف اسلامی ممالک کے علماء، دانشوران اور سیاستداں بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ جنہوں نے تین دن تک امت کی موجودہ صورت حال کا عمیق تجزیہ کیا خاص طور پر متعدد ممالک میں پائی جانے والی افراتفری, اضطراب وانتشار, آزادی کی راہ میں حائل مشاکل, جمہوی تبدیلی لانے, اور حقوق کو یقینی بنانے کے تعلق سے۔

شرکاء کانفرنس نے یہ رائے پیش کی کہ" **کوالالمپور اعلامیہ**" کے نام سے ایک اعلان جاری کیا جائے جس میں موجودہ بحران سے نجات حاصل کرنےاور صورت حال کی مزید بہتری کے لئے اٹھائے جانے والے اقدام کے بارے میں ان لوگوں کی توجہ مبذول کرائیں جن کی صورت حال پر مضبوط گرفت ہے۔ عالم اسلام کی سو بااثر شخصیات کوہدف بنایا جائے, جنرل سیکرٹریٹ کے ارکان اور کوالالمپور فورم کےعلماء ومفکرین وفد کی شکل میں ان سے ملاقات کرکے یہ اعلان حوالہ کریں۔ نیز متعدد ممالک میں سلسلہ وار سمینار اور پریس کانفرسوں کے ذریعہ اس اعلامیہ کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی جائے۔

اس اعلامیہ کی تیاری کے لئے کانفرنس کے آخری دن کئی ورکشاپ منعقد ہوئے جس میں اہم سفارشات کو منظور کیا گیا۔ اور اختتامی اجلاس میں صدر کانفرنس ڈاکٹر مہاتیر محمد نے اسے پڑہ کر سنایا۔ اس بات پر اتفاق ہوا کہ اہم سفارشات کی روشنی میں ایک کمیٹی اعلامیہ کی تیاری میں سرگرم عمل رہے۔ 18 جنوری, 2016 کو اس منصوبے کو کارآمد بنانے کے لئے ایک سیمینار منعقد کیا گیاجس میں شرکاء نفرنس کی نصف تعدداد نے شرکت کی اور درج ذیل اعلامیہ جاری کیا۔

کوالالمپور اعلامیہ

۲۹،۲۸،۲۷ نومبر ۲۰۱۵ کو کوالالمپور،ملیشیا میں فکر و تہذیب کے موضوع پرمنعقد کانفرنس میں ہم لوگ جمع ہوئے

الف : اس تصور کے ساتھ کہ :

۱۔ اللہ تعالی نے تنوع و اختلاف کوکائناتی اور معاشرتی اعتبار سے سنت قرار دیا ہےجو تاقیامت باقی رہنے والی ہےجیساکہ ارشاد باری تعالی ہے ۔ "تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔اگر اللہ تعالی چاہتاتو تم سب کو ایک ہی امت بنادیتا لیکن اس نے یہ اس لئے کیاکہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرےلہذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کروآخر کار تم سب کو اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہےوہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو" (سورہ مائدہ 48)۔

۲۔ اللہ تعالی نے انسان کی تکریم کی اور اس کی زندگی کی حرمت وتقدس کوباقی رکھاجیسا کہ ارشاد ربانی ہے "ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ،انکوبحر و بر میں سواری دی ، پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی" (سورہ اسراء 70)دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی انسان پر خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کا قتل کردیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی, مگر ان کا حال یہ ہے کہ ہمارے رسول پے درپے ان کے پاس کھلی کھلی ہدایات لے کر آئےپھر میں ان میں بکثرت لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں" (سورہ مائدہ 32)۔

۳۔ آزادی شرعی حکم کے مکلف بنانے اور امامت وامارت کی اساسی شرط ہے لہذا جو بھی ایمان لائیگا وہ اپنی رضا مندی سے لائیگا نہ کہ جبر و اکراہ سے, چنانچہ ایسا شخص لوگوں کی امامت نہیں کر سکتا جسے لوگ ناپسند کرتے ہو اور لوگوں کے مشوروں ہی سے حاکم منتخب کیا جائیگا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے"اور اگر تمھارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے ،تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں" (یونس 99) دوسری جگہ ارشاد فرمایا "دین میں کوئی زبر دستی نہیں ہے کیونکہ ہدایت

وگمراہی واضح ہو چکی ہے"(البقرۃ 256) نیز ارشاد باری تعالی ہے "ان کے معاملات آپسی مشوروں سے طے پاتے ہیں"(شوری ۳۸) اورآپ ﷺ نے فرمایا : " تین لوگ ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی ان میں ایک وہ ہیں جو لوگوں کی امامت کرے حالانکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔"(یہ حدیث حسن ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت کی ہے)۔

4۔ اللہ تعالی نے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے اور اسے تمام اہل ایمان کے لئے لازمی صفت بتایا ہے ,خاص طور پر حکام اور ذمہ داران کی بہتری کے لئے اسے بنیادی شرط قرار دیا ہے۔ نیزرضا وغضب, بلکہ ہرصورت حال میں اپنے اہل خانہ، رشتہ داروں اور مخالفین کے ساتھ اسکی تاکید کی ہے ،جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے "اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالہ کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اللہ تمھیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بےشک وہ سنتا اور دیکھتا ہے"(سورۃ نساء 58) اور اسی سورہ کی آیت ۱۳۵ میں ارشاد فرمایا"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے سچی گواہی دو خواہ اس میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو ۔ اگر کوئی امیر یا فقیر ہے تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچیدہ شہادت دوگے یا شہادت سے بچنا چاہوگے تو جان رکھو کہ اللہ تمہارے تمام افعال سے واقف ہے" اور اللہ تعالی ایك دوسری جگہ فرماتا ہے"اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے" (سورہ مائدہ 32)۔ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ’’جس بندہ کو اللہ تعالی کسی رعیت کا نگراں بنادے اوروہ رعیت کی خیانت کرتے ہوئے مرےتو اللہ تعالی اس پر جنت حرام کر دیتا ہے‘‘ (بخاری)

۵۔ اللہ تعالی نے ایک مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی عصمت دری کو حرام اور اسی طرح آپس میں عداوت و دشمنی کو ناجائز قرا دیا ہے نیز انھیں آپس میں اتحاد کا حکم دیا ہے اور آپسی اختلاف و انتشار سے روکا ہے۔ جیسا کہ ارشادباری تعالی ہے" اور سب ملکر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اس مہربانی کو

یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اسکی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارہ تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا، اس طرح اللہ تمھیں اپنی آیات کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ"(سورہ آل عمران 103)- اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ '' ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی تین چیزیں حرام ہیں: اسکا خون، اسکا مال اور اسکی عزت و آبرو'' (مسلم)

6 - امن و استحکام اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے جسےاللہ تعالی نے قرآن مجید میں بندوں کو بارہا یاد دلایا ہے نیز اسے رزق و ترقی سے جوڑ دیا ہے اور اسے دین حق و اعمال صالحہ کو فروغ دینے کا راستہ بتایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے " اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے پروردگار! اس جگہ کو امن کا شہر بنا اور اسکے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں ان کو کھانے کے لیے میوے عطا کر"(سورہ البقرۃ126)- دوسری جگہ ارشاد فرمایا "وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انھیں بھوک میں کھلایا اور خوف سے امن بخشا" (سورہ قریش ۳, ۴)- اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جس کی صبح اس حال میں ہوئی کہ اسے اپنے گھر میں امن وامان, بدن میں عافیت, اور دن بھر کی خوراک حاصل ہو اسے گویا پوری دنیا جمع کرکے دے دی گئی" (بخاری نے ادب مفرد میں اس کی روایت کی ہے)-

۷- امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور خیر خواہی دین کی اصل ہے , لہذا مختلف آراء و افکارکا احسن طریقہ سے جواب دینا اور اس پر صبر کا مظاہر ہ کرنا چاہئےتاکہ مسلمانوں کی بھلائی و بہتری ہو,اور زمین فتنہ سے محفوظ ہوجائے -جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "مومنو ! جتنی امتیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان میں سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور ساتھ ہی اللہ پر ایمان رکھتے ہو"- (آل عمران 110) دوسری جگہ ارشاد فرمایا " اور اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے ہٹاتا نا رہتا تو ملک تباہ ہو جاتا لیکن اللہ تعالے دنیا والوں پر بڑا مہربان ہے" (سورہ البقرۃ 251)اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''دین خیرخواہی کا نام ہے'' یہ بات آپنے تین بار دہرائی، صحابہ نے عرض کیا کن کے لئے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا ''اللہ، اسکی کتاب، اسکے رسول اور مسلمانوں کے آئمہ اور ان کے عوام کے لئے '' (مسلم)

۸۔ مسلمان باہم جسد واحد کے مانند ہیں۔اللہ تعالی نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امور پر توجہ دیں کیونکہ دوسروں کے مقابلہ میں وہ ایک امت ہیں۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "اور یہ تمھاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمھارا پروردگار ہوں،پس تم مجھ سے ڈرتے رہو"(سورہ مومنون 52)۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا " مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں ،تم اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" (سورہ حجرات 10)اور حدیث میں وارد ہے کہ''مومنین کو آپسی محبت، اخوت اور ہمدردی میں اس طرح ہونا چاہیے جس طرح ایک انسان کا جسم ہوتا ہے کہ اگر اسکا کوئی حصہ درد محسوس کرے تو پورا جسم اس کے سبب بے خوابی و بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے''(متفق علیہ)

۹۔ اللہ تعالی نے کائنات کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے، اسے سماعت و بصارت اور عقل کی دولت سے نوازا ہے تاکہ وہ کائنات کے اسرار و رموز کا انکشاف کر سکے اور اس سے بہرہ مند ہو۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اس نے سب کو اپنے حکم سے تمھارے کام میں لگا دیا بلاشبہ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں"(سورہ جاثیہ ۱3)دوسرجگہ ارشاد فرمایا "اور وہی ہے جس نے تمھارے کان و آنکھیں اور دل بنائے لیکن تم کم ہی شکرگزاری کرتے ہو"(سورہ مومنون ۷۸)۔

۱۰۔ اللہ تعالی نے علم کو فضیلت بخشی, علماء کا مقام بلند کیا اور تعمیر وترقی کے منازل طے کرنے میں تدبروتفکر پر زور دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے "کہہ دو کہ میں تمھیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم خدا کے لئے دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو"(سورہ سبأ 46)۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا "جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا اللہ ان کے درجے کو بلند کریگا" (سورہ مجادلہ ۱۱)۔نیز نبی کریمﷺ نے فرمایا ''جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اسکے سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے: ۱۔صدقہ جاریۃ، ۲۔ ایسا علم جس سے استفادہ کیا جا سکے ۳۔ اور ایسی صالح اولاد جو اسکے حق میں دعا کرے'' (مسلم)

۱۱۔ اللہ تعالی نے اہل ایمان کو زمین میں چلنے پھرنے، قوت کے وسائل اختیار کرنے اور اس تیاری کا حکم دیا ہے جو انھیں دشمنوں کے حملے اور ذلت و پستی سے بچا سکے۔ ارشاد باری تعالی ہے" اور ان سے کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ اللہ، رسول اور مومنین سب تمھارے اعمال کو دیکھ

لیں گے اور تم غائب و حاضر کو جاننے والے اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتا دےگا" (سورہ توبہ۱۰۵) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اور جہاں تک ہو سکے فوج کی جمیعت کےزور سے اور گھوڑوں کو تیار رکھ کر ان کے مقابلہ کے لئے مستعد رہو کہ اس سے اللہ اور تمھارے دشمنوں اور ان کے سوا ان لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہےگی"۔ (سورہ انفال۶۰)

۱۲۔ یقینا تبدیلی اس سماجی ضابطے کے تابع ہےجس کا تعلق انسان کے ارادے اور اپنی اور اپنے ماحول کی اصلاح کرنے میں دلچسپی لینے سے ہے اور اللہ کی مدد اسکے حق میں یقینی ہے جس نے انتھک جد و جہد کی اور اس کی ذات پر مکمل بھروسہ کیا۔جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا"اللہ تعالی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے"(سورہ رعد11) دوسری جگہ ارشاد باری ہے "میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے میری توفیق اللہ کی مدد سے ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں"(سورہ ہود88)۔اور ارشار ربانی ہے" اے ایمان والو ! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمھاری مدد کریگا اور تمھارے قدموں کو جما دیگا"۔(سورہ محمد7)۔

13۔ شہریت و سماج کا مفہوم باہمی وطنیت سے عبارت ہے جسکا تعلق مسلمانوں اور غیر مسلمین دونو ں سے ہے اوریہ حقیقی اسلامی آئین کی نمائندگی کرتا ہےجسے محمد عربی نے مدینہ و اسکے اطراف میں قائم کیا تھا۔

ب: اسی طرح ہم جمع ہوئے ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ :

۱۔ اخلاقی، تہذیبی، دینی، سیاسی ،سماجی اور معاشی صورت حال جو کہ صحیح اسلامی مفاہیم کے مخالف ہے جس سے آج مسلمان دوچار ہیں ۔

۲۔ پسماندگی، تہذیبی زوال، ٹیکنالوجی کے میدان میں حد درجہ کمزوری،ظالم عالمی قوتوں کی ماتحتی، فکر و علم اور اجتہاد میں گراوٹ ،فقر و فاقہ او ر جہالت و ضلالت کی ایسی حالت جس سے مسلمان نبردآزما ہیں۔

3۔اسلامی دنیا ایک عظیم تہذیب،ایک شاندار تاریخ ،ایک اہم اسٹریٹجک محل وقوع اور وسیع قدرتی وسائل کی حامل ہے اور یہی چیز اسےلوگوں

کے فائدے ، ترقی اور پیش رفت کا اہل بناتی ہے اور یہ عالمی امن و سلامتی کے لئے اہم کردار ادا کر سکتی ہے ۔
۴۔ خونریز جنگیں، زبردست انتشار اور ایسی افسوسناک صورت حال جس سے عام طور پر پوری امت مسلمہ اور خاص طور پر عرب دنیا دوچار ہے ۔
۵۔ امت میں جنگیں اور شدید جاری جھڑپیں مزید المیہ کا باعث ہوئیں جس سے لوگ نقصان اٹھا رہے ہیں خاص طور پر کمزور لوگ جس میں بچے،عورتیں اور بوڑھے شامل ہیں ۔
٦۔ انسانی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جبرو استبداد, تسلط, اور لوگوں کی قسمتوں پر اجارہ داری سے نہ تو امن وامان قائم ہوا ہےاور نہ ہی تعمیر وترقی ہوئی ہے۔
۷۔عرب ممالک میں جمہوری تبدیلی کی راہ آسان نہیں ہےآزادی کا مطالبہ کرنے والوں کا صفایا کیا جارہا ہے , حقوق کی پامالی عام بات ہے, سماجی جماعتیں اور تنظیمیں انتشار وافتراق کا شکار ہیں اور ان کے یہاں ثقافتی تعاون معدوم ہے۔
۸۔ ایک طرف جہاں عوام کی بڑی تعداد آزادی کی راہ میں زبردست قربانیاں دے رہی ہے اور ظلم واستبداد کے مقابلہ میں بے پناہ صبر کا مظاہرہ کر رہی ہے تو وہیں دوسری طرف عوام کی ایک بڑی اکثریت منفی رجحانات یا کم از کم رد عمل اور آزادی کی اس مہم میں عدم شرکت کا ثبوت فراہم کر رہی ہے۔
۹۔ ایسی قومیں جنہوں نے سماجی معاہدہ کے استحکام و احترام کی کوشش کی اور اس کےلحاظ سے تنوع کا خیال کرتے ہوئے انہوں نے اپنے امور کو انجام دیا , عوامی سطح پر انہیں قبولیت حاصل ہوئی, ملک خوشحال ہوگیا اور تعمیر وترقی کے منازل طے کرتا رہا۔
۱۰۔ وہ ممالک جہاں پر انصاف پسند حکومت کا بول بالا ہے جمہوری قدریں بڑی مظبوط ہیں اور لوگوں کو آزادی حاصل ہے چاہے وہ غیرمسلم ممالک ہوں یا بعض اسلامی ممالک, انہوں نے خوب ترقی کی اور امن وسلامتی کی نعمت سے فیض یاب ہیں۔
مندرجہ بالا تمام چیزوں کے پیش نظر ہم اپنی پوری احساس ذمہ داری کے ساتھ اور تمام امت مسلمہ کی سیاسی, فکری اور مذہبی مفاد کی خاطر مندرجہ ذیل امور کی طرف دعوت دیتے ہیں:

پہلا:سرکاری سیاسی ادارے:

۱۔ایسے ممالک کی تعمیر و ترقی کی ذمہ داری لیں جن پر وہ حکمرانی کر رہے ہیں اور علمی، اقتصادی اور دفاعی طاقت کے ذرائع اختیار کرنے کی بھی ذمہ داری لیں اور ایسا اسی وقت ممکن ہے جب کہ بہترین حکمرانی کے جدید عالمی معیار کواپنایا جائے جسکی جڑیں پچھلی اسلامی تہذیب کے نظریاتی اور حقیقت پسندانہ ورثہ میں پیوست ہوں۔

۲۔ عوام کے مال کا تحفظ کریں،ایمانداری اور ذمہ داری کے احساس سے متصف ہوں،کرپشن سے بچیں اور اسکی تمام صورتوں کا خاتمہ کریں اوربا اثر جگہوں سے مفسدین کا صفایا کریں۔

۳ ۔ انسانی وقار کی بحالی،تمام شہریوں کے لیے انفرادی اور اجتماعی آزادیوں کو یقینی بنانے ،شوری اور جمہوریت کے اصولوں کی تطبیق،لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ حکمرانی ،نصیحت و خیر خواہی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اجازت اور معاشرتی و ادارتی احتساب کو فروغ دیں۔

۴ – حرمت خون کی رعایت، حکومت کے استحکام پر زور، ہمسایہ کے حقوق کی بحالی،امت کی وحدت کی کوشش اور اسکے تمام اجزاء کے درمیان تعاون کا فروغ ہو۔

۵ ۔ اسلامی ممالک کے درمیان مسائل کو حل کرنے کےلئے مکالمے و مذاکرات کو اپنانے پر زور دیں، جنگوں اور تنازعات سے اعراض کریں، سیاسی اور حکوتی اغراض ومقاصد کے حصول کی خاطر مذہبی, گروہی, نسلی اور لسانی بنیادوں پر لوگوں کو نہ اکسائیں۔آپسی اختلافات وتنازعات میں باہری طاقتوں کی مدد نہ لیں۔

۶۔ اسلام شریعت کے اصول ومبادی کی تنفیذ کےلئے سنجیدہ کوشش کریں, مسلمانوں اور پوری انسانیت کی مفاد کی خاطر مختلف عمومی مسائل میں اسلامی تہذیب کو بطور بدیل پیش کریں اور اس کام میں تعاون کرنے والی سماجی طاقتوں کی ہمت افزائی کریں۔

۷ –علماء کا احترام کریں, ان کے مشوروں کی قدر کریں اور ملکی اداروں کو چلانے کے لئے ماہرین اور خبراء پر انحصار کریں۔

۸– مسئلہ فلسطین کی مکمل حمایت ، اور اس میں کسی بھی طرح کی کوتاہی یا سودہ بازی سے دوررہیں۔

دوسرا : علماء اور مبلغین:

1 – اجتھاد و تجدید کی ذمہ داری کا احساس کرنا, عصر حاضر کی ضروریات کے تناظر میں اسلامی کےفقہی و فکری نظام کو متطور

کرنا, مختلف میدانوں میں موجودہ چیلنجز کا جواب دینا اور ایسی فقہی اکیڈمیوں کو قائم کرنا جو اجتماعی اجتہاد کی ضامن ہو۔
۲۔ فقہی مذاہب کو متطور کرنا اور ان میں آپسی تواصل وہم آہنگی پیدا کرنا، فرقہ وارانہ تنازعات سے بچنا اور اسے اسلام و مسلمانوں کے لئے عظیم خطرہ سمجھنا۔
۳ - عوام کی قیادت اس طریقہ پر کرنا جو دینی و دنیاوی اعتبار سے ان کے لئے،انکے ملکوں، انکی امتوں اور تمام انسانیت کے لئے نفع بخش ہو۔ مثبت وموثر کام اور مہذب طرز عمل کے لئے انہیں تیار کرنا, عوامی کاموں میں شرکت کےلئے انہیں آمادہ کرنا اور ہمیشہ منصفانہ مسائل خاص طورپر مسئلہ فلسطین سے منسلک رکھنا۔
۴۔ آپس میں اصلاح حال کا کام،مسلمانوں کے درمیان مفاہمت کی کوشش ،انکے درمیان اخوت ومحبت، بھائی چارہ اور عفو و درگزر کا ماحول پیدا کرنا۔
۵ - شرعی حکم کے تعلق سے حق پر قائم رہنا , ذاتی مفادات یا عوامی دباؤیا حکمران کی خواہشات کے مطابق فقہی آراء و فتاوی کو تبدیل نہ کرنا۔حق و اہل حق کی حمایت اور ممکنہ وسائل و ذرائع نیز حکمت و خیر خواہانہ انداز میں حکام کو نصیحت کرنا۔
۶ – دوٹوک انداز میں انتہا پسندی اور تشدد کے خلاف کھڑے رہنا کیونکہ یہ ملک کی سالمیت کے لئے خطرہ ہے, اس سے اسلام کی تصویر کشی ہوتی ہے, مسلم معاشرہ کی صلاحیتیں ختم ہوجاتی ہیں, دہشت گردی کے خاتمہ کی آڑ میں آمرانہ حکومتوں کا کنڑول بڑھ جاتاہے, غیر ملکی مداخلت ہوتی ہے, اور اعتدال پسند تحریکوں کی طرف سے کی جانےوالی تہذیبی کوششوں میں خلل پڑتا ہے۔
اس سلسلے میں خاص طورپر نوجونوں کی فکری اور دینی رہنمائی کرنا۔
۷ –اسلام کے مخالف منحرف افکار, ملحدانہ نظریات, خاندان اور سماج کو پارہ پارہ کرنے والی فحاشیت کا خاتمہ کرنا, اور اس سلسلےمیں خاص طور پر نئی نسلوں کی فکری, علمی اور اجتماعی رہنمائی کرنا۔

سوم: منتخب فکری اور سیاسی جماعتیں اور سول سوسائٹی کی تنظیمیں:

۱– پرامن منصفانہ مسابقت کے لئے اصول وضوابط وضع کرنا, ملکی سالمیت کو نقصان پہنچانے والی سیاسی اور معاشرتی تنازعات سے دور رہنا, مذہبی اور گروہی اختلافات کو ہوادینے والے بیان سے بچنا کیونکہ

اس سے نفرت میں اضافہ ہوتا ہے اور مسلمانوں کے درمیان فرقت وعداوت کی کھائی بڑھ جاتی ہے۔
۲ – نئے نئے افکار پیش کرنا اور ان میں جدت پیدا کرتے رہنا, مختلف پروگراموں اور منصوبوں میں مقابلہ آرائی کرنا, عوام کی فکری اور سیاسی سطح کو بلند کرنے میں مدد کرنا, ان کے احساسات کی ترجمانی کے لئے مواقع فراہم کرنا, مختلف پرامن وسائل کے ذریعہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر پیش آنے والے مسائل میں ان کی سیاسی شراکت داری اور اثر ورسوخ کو بڑھاوا دینا۔
۳ – بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرنا, عوام کی رائے کا احترام کرنا, جمہوری نتائج کو قبول کرنا, عوام کی صفوں میں آزادی کی ثقافت کو عام کرنا, ذاتی مفاد کو بالائے طاق رکھکر بدعنوان اور جابر حکومتوں کا ساتھ دینے سے انکار کرنا۔
۴ – ہر قسم کی انتہا پسندی کی مذمت کرنا خواہ لبرل سیکولر انتہا پسندی ہو جو کہ حقیقی آزادی, جمہوریت اور اسلامی اقدار کے خلاف ہے یا مذہبی انتہا پسندی ہو جوکہ اسلام کے صحیح مفاہیم کے منافی ہے اورامت کے استحکام و امن و سلامتی کے لئے خطرہ ہے مسلم معاشرہ اس وقت دونوں قسم کی انتہا پسندی سے دوچار ہے۔
۵ – اتفاق رائے پیدا کرنے کی کوشش کرنا, مشاورت کو عام کرنا، اور عوامی مفاد کی خاطر اتحاد قائم رکھنا خاص طور پر بحران اور مشکل حالات کے دوران۔
۶۔کرپشن کا خاتمہ کرنا, متعدد پرامن معاشرتی اور سیاسی طریقوں اور خیر خواہی کے ذریعہ جبر وتسلط کا صفایا کرنا اور اس کے لئے صبر کا مظاہرہ کرنا۔
۷۔ جمہوری تبدیلی لانے کےلئے سنجیدہ اور کارآمد منصوبوں کے ذریعہ حکومتی اداروں میں اصلاح کرنا, اور حکمرانوں کو اس بات پر قائل کرنا کہ جمہوریت سےسبھی کا مفاد وابسطہ ہے اور جبرو استبداد کے مقابلہ یہ سبھی کو قابل قبول ہے۔
۸ ۔ سول سوسائٹی اور غیر سرکاری تنظیموں کے نیٹ ورک کی توسیع کرنا, اس کے طریقہ کار کو بہتر کرنا, نوع بنوع شعبے قائم کرناجیسے قوم کی ترقی کےلئے مختلف منصوبوں کو انجام دینے والا شعبہ, مثبت انداز میں لوگوں کی تربیت کرنے ولا شعبہ, معاشرہ کو طاقت ور بنانے والا شعبہ اور حکومتی اداروں کے ساتھ توازن اور ہم آہنگی برقرار رکھنے والا شعبہ۔

۹ –رائے عامہ ہموار کرنے, لوگوں کی فکری اور اخلاقی قدروں کوپروان چڑھانے کے لئے میڈیا کا استعمال کرنا اور اس کی طاقت کو سمجھنا, پیشہ ورانہ اصولوں پر انحصار کرنا, مسلم معاشرہ کے افکار کی ترقی میں تعاون کرنا جوکہ اسکے اقدار سے میل کھاتا ہو،اسکی ذہنی سطح کوبلند کرتا ہو اور فرائض میں غفلت برتنے سے بچاتا ہو۔

چوتھا: اسلامی تحریکات

1 – اپنی طاقت واثرو نفوذ کی ذمہ داری کا احساس کریں اس طور سے کہ وہ بیشتر عرب اورمسلم ممالک میں ایک اہم سیاسی اور سماجی طاقت ہیں۔

۲۔ اپنے نظریہ، تنظیمی سسٹم، قیادت اور انتظامی طریقہ کار کو اس طرح تجدید کریں کہ وہ ایسے درپیش چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں جس سے آج وہ مختلف مقامی اور بین الاقوامی شعبوں اور مختلف سیاسی، معاشی، ثقافتی اور سماجی میدانوں میں دوچار ہیں ۔

۳۔ مختلف عہدوں کی تقسیم بحال کریں خاص طورپر جنکا تعلق اصلاحی و جماعتی عہدوں سے ہے اور تخصص کے حامل اداروں کی طرف توجہ دیں جس سے جدت طرازی اور تطور کا ماحول بنتا ہے اور مختلف میدانوں میں اپنی توانائیوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔

۴ – اپنے پیغام کو عام کرنے اور اپنے مشن کو جاری رکھنے کے لئے نوجوانوں کا سہارا لیں اور انھیں اپنے اداروں میں کلیدی کردار ادا کرنے کا اس طور پر اہل بنائیں جو نئی نسل کے درمیان بہترین قائدانہ یکجہتی کا ضامن ہو ساتھ ہی ساتھ نسوانی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کی کوشش کریں اور امت کے مختلف شعبوں کی تعمیر وترقی میں شراکت داری کےلئےان کا تعاون کریں۔

۵ –ہمیشہ عوام سے تعلقات کو استوار رکھیں, ان سے قربت بنائے رکھیں, ان کے ساتھ تواضع اور خاکساری سے پیش آئیں, اپنے منصوبوں کو پورا کرنے کے لئے انہیں شریک کریں اور مختلف میدانوں میں فعال اور مثبت کام کرنے کی رہنمائی اور ٹریننگ دیں۔

۶ – لوگوں کے فائدہ کے لئے اپنے پروگراموں اور کارکردگی کو بہتر بنائیں اور اپنے متبادل کو علمی و حقیقت پسندانہ بنیادوں پر ایسے آسان اور جدید انداز میں پیش کریں جو انکی ضروریات و مفادات سے ہم آہنگ ہو۔

7 – صبر کا مظاہرہ کریں ,پرامن طریقہ کار اور اپنے تہذیبی منصوبوں

پر کاربند رہیں اور اس راہ میں حائل رکاوٹوں کے باوجود اپنی جد و جہد جاری رکھیں۔
۸ – اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں, آپسی گروہ بندی کے خاتمہ کا حل تلاش کریں, اپنے کام کو عصری اداری تقاضوں کے لحاظ سے انجام دیں جس سے آپسی تعاون ویکجہتی کا ماحول بنارہےاور ملکی وعوامی مفاد کی خاطر ثقافتی منصوبوں میں معاون ہو۔
۹ – موافق و مشترک ملکی کاموں کو انجام دینے کی کوشش کریں ,عوامی مفاد کے پیش نظر ممکنہ حد تک مختلف عوامی اور سرکاری طاقتوں کے ساتھ تعاون کریں جس سے ملکی سالمیت برقرار رہے, معاشرہ کی قدریں اور اصول محفوظ رہیں , انسان کی آزادی اور تقدس پر کوئی آنچ نہ آئے۔
۱۰۔ علاقائی ترقی کو ترجیح دیں , حب الوطنی اور امت سے تعلق کے درمیان توازن برقرار رکھیں, اور ان کے درمیان عالمی رابطہ کے طریقہ کار کو متطورکریں جس سے جمہوری اصولوں, ملکی اور امت مسلمہ کی مفاد کی خاطرمشترکہ اغراض ومقاصد کا حصول ہو۔

پانچواں : عرب اور مسلم عوام

۱۔ علمی، فکری و تربیتی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور دین اسلام سے ہم آہنگ تہذیبی طرز عمل اختیار کرنے کی کما حقہ کوشش کریں۔
۲۔ تبدیلی کے کاز میں حصہ لیں, امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور خیر خواہی کے ذریعہ مختلف میدانوں میں عوامی کام کی اصلاح میں دائمی و موثر رول ادا کریں۔
۳۔ معاشی سطح پر مسلسل جد و جہد کے ذریعے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی, اور سول سوسائٹی کی مختلف نیٹ ورک کے ذریعے دیگر منظم رضاکارانہ شعبوں میں اہم کردار ادا کریں۔
۴۔ حق و اہل حق کا ساتھ دیں نیز امن وامان قائم رکھتے ہوئےنفع بخش, غیر ضرر اور پرامن طریقہ سے ظلم وجبر واستبداد کا مقابلہ کریں۔
۵۔ ایسی جماعتوں سے دور رہیں جس سے دہشت و شدت کی بو آتی ہو کیونکہ ایسی جماعتیں آج اسلام و اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کا مہلک آلہ بن چکی ہیں اور ان پر ظالمانہ جابرانہ وآمرانہ طاقتوں کا قبضہ ہے۔
٦۔ جس ملک میں مسلمان بحیثیت اقلیت رہ رہے ہوں اس کے امن و استحکام کی حفاظت کریں ,اسکی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کریں خواہ وہ مہاجر ہوں یا پناہ گزیں یا وہاں کے اصل شہری۔ وہاں کے باشندوں کے ساتھ اخوت و محبت کے ساتھ رہیں اور وہاں پر موجود

علمی اور تنظیمی ترقی سے بھرپور استفادہ کریں۔
۷۔ عدل پر مبنی مسائل میں ایک دوسرے کی حمایت کریں ، آپس میں ایک دوسرے کے کاموں سے دلچسپی رکھیں, مشکل حالات میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں ,انکے دست و بازو بنیں خواہ انکے درمیان کتنے ہی فاصلے اور انکے علاقائی حالات کتنے ہی پیچیدہ ہوں اور یہ کہ فلسطین و مسجد اقصی کا مسئلہ ہمیشہ انکے پیش نظر رہے کیونکہ یہ انکا مرکزی اور بنیادی مسئلہ ہے۔